کرنا شرعاً جائز نہیں گروی میں میعاد ضرور معین چاہیئے تاکہ اس میعاد تک اگر قرض وصول نہ ہو تو قرض خواہ اس گروے اپنا قرض وصول کرلے

عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ مورخہ ۱۹، مارچ ۱۹۳۰ء

رہن سے نفع اٹھانا

سوال ۔ نقد روپیہ دے کر زمین رہن لینا اور زمین مرہونہ کا انتفاع کرنا میں اس کو منع جانتا ہوں۔ آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ جب زمین دینے والا کہہ دے کہ منافع زمین کا جو حاصل ہو اور جتنے سال تیرے پاس رہے اتنے سال میں نے منافع زمین کا جو حاصل ہو۔ اور جتنے سال تیرے پاس رہے اتنے سال میں نے منافع زمین تجھے بخش دیا۔ جب تجھے روپیہ دوں گا۔ اپنی زمین چھڑا لوں گا۔ جتنی مدت تیرے پاس زمین رہے میں نے منافع زمین کا تجھے بخش دیا۔ قیامت کو مواخذہ نہ کروں گا۔ آیا اس طریقے سے مرہونہ زمین کا منافع کھانا جائز ہے ایک سکھ ہماری زمین کاشت کرتا ہے۔ اور ٹھیکہ پر ہماری زمین لیتا ہے۔ اس پر ٹھیکہ کا قرض جمع ہوگیا ہے۔ روپیہ اس کے پاس نہیں کچھ زمین اپنی دیتا ہے۔ جس پر کچھ روپیہ اوپر مانگتا ہے تب دیتا ہے صرف قرضہ میں نہیں دیتا اگر کچھ روپیہ دے کر اور قرضہ میں زمین لی جاوے اور نفع زمین کا سکھ بخش دے تو اس طرح انتفاع زمین مرہونہ کا مجھے لینا جائز ہوگا یا نہیں۔

عبداللہ غفرلہ کچیا نوالی ڈاکخانہ بکتر ضلع فیروزپور

جواب ۔ رہن کا منافع اس لئے حرام ہے کہ وہ سود ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سود خواہ خوشی سے کوئی دے جائز نہیں پس منافع رہن کی صورت جائز نہیں خواہ مالک اجازت دے یا نہ اگر سکھ ٹھیکہ نہیں ادا کرسکتا تو اس کی زمین کچھ بیع کرالیں۔ یا پلیسری نوٹ بنالیں یا کوئی اور صورت مناسب پیدا کریں۔ مگر منافع رہن ہرگز نہ کھائیں۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۱۰، صفر ۱۳۵۱ھ

وراثت کا بیان

حادثہ کی صورت میں ترکہ کی تقسیم

سوال ۔ جو لوگ بیڑی میں غرق ہو جائیں یا دیوار کے نیچے دب کر مر جائیں اور پتہ نہ چلے کہ کون پہلے

مراکون دیکھے تو موطا امام مالک بحر میں لکھا ہے ان کی وراثہ ترکہ تقسیم نہ کیا جائے اور یہ نہیں لکھا کہ پھر کیا کرے بیت المال میں رکھے یا کسی کو دیوے جب بیت المال مقرر نہیں تو پھر کیا کرے۔ محمد شریف

جواب ۔ موطا کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے ڈوبنے والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں تو ان کا آپس میں ترکہ تقسیم نہ کیا جائے۔ اور یہ مطلب نہیں کہ ان ڈوبنے والوں یا دب کر مرنے والوں کے جو دوسرے وارث ہیں ان کو بھی ان کا ورثہ پیچھے نہ پہنچے۔ عبداللہ امرتسری

ترکہ میں سے کوئی شے کسی کے قبضہ میں ہو اور وہ واپس کرنے پر آمادہ نہ ہو اس کی تقسیم کا مسئلہ

سوال ۔ ایک عورت کو نکاح کے وقت جہیز میں باپ سے ایک جینس، برتن، چارپائی اور پارچات و چرخہ وغیرہ ملا۔ حسب رواج ملک اس عورت کے خسر نے جینس بیچ کر اپنا قرضہ آمد لیا۔ جو اس بیٹے کے نکاح پر خرچ کیا تھا۔ پھر اس عورت کا خاوند نوکر ہو گیا وہ عورت کو اپنے پاس لے گیا والدین کا لحاظ کرتے ہوئے اس نے برتن وغیرہ باہر سے خرید لئے گھر سے کچھ نہیں لیا۔

والدین فوت ہو گئے۔ وہ اسباب کچھ تلف ہو چکا تھا۔ جو باقی رہا۔ وہ خاوند کے بھائیوں نے قبضہ میں کر لیا۔ اس کے خاوند نے کچھ خیال نہ کیا۔ اب وہ عورت بھی فوت ہو گئی۔ اور اس کا خاوند ترکہ اس عورت کا بروئے قرآن و حدیث بانٹنا چاہتا ہے اسباب جہیز سے ایک چارپائی اور کچھ برتن بھائیوں کے گھر موجود ہیں۔ مگر برتنوں کا پتہ نہیں کہ کون کون سا ہے اور ان سے لینا بھی مشکل ہے مہر ۴۰ روپیہ تھا۔ اس عورت نے خاوند کو بخش دیا تھا۔ اب جینس اور اسباب کی قیمت کا اندازہ تقسیم کیا جائے تو عند اللہ چھٹکارا ہے یا نہیں۔

جواب ۔ جب اصل شے کا حاصل ہونا مشکل ہو جائے۔ تو قیمت ہی قائم مقام ہے بھائیوں سے دریافت کر لینا چاہئے۔ شاید وہ برتن وغیرہ دے دیں۔ خواہ کچھ لے کر ہی دیں یا عورت کے وارثوں سے دریافت کر لینا چاہئے کہ تم قیمت پر راضی ہو۔ اگر وہ راضی ہوں تو بھائیوں سے لینے کی ضرورت نہیں۔ اگر ناراض ہو تو بھائیوں سے لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر نہ دیں تو قیمت کا اندازہ کر کے ورثہ تقسیم کرنے سے چھٹکارا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی خدا تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ

تکلیف نہیں دیتا اور مہر تو اگر عورت نے خوشی سے اپنی تندرستی میں معاف کر دیا ہے تو معاف ہے ورنہ وہ بھی عورت کے ترکہ میں شمار کر لیا جائے۔ عبداللہ امرتسری

ولد الزنا کا وارث

سوال:۔ زنا سے جو بچہ یا بچی پیدا ہو اس کا کون وارث ہے؟

جواب:۔ مشکوٰۃ شریف باب اللعان فصل دوم میں حدیث ہے جس میں یہ الفاظ ہیں۔

فَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَمْ يَمْلِكْهَا أَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا فَإِنَّهُ لَا يُلْحَقُ وَلَا يَرِثُ وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ فَهُوَ وَلَدُ زِنْيَةٍ مِنْ حُرَّةٍ كَانَ أَوْ أَمَةٍ۔ اگر لونڈی یا آزاد عورت سے زنا کیا تو بچہ زانی کا نہیں کہلائے گا۔ نہ اس کا وارث ہوگا۔ اگرچہ زانی دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے کیونکہ وہ زنا کی اولاد ہے۔ خواہ آزاد عورت سے ہو یا لونڈی سے

اس سے معلوم ہوا کہ بچے کا کوئی وارث نہیں ہاں بطور ہمدردی ہر مسلم کے ذمہ اس کی پرورش ہے اس بنا پر زانی پرورش کرے یا مربی۔

نوٹ:۔ زانی کا بچہ نہ بننے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زانی کے ساتھ بھی حاملہ بالزنا کا نکاح درست نہیں کیونکہ جب شرعاً یہ حمل زانی کا نہ ہوا تو یہ ایسا ہی ہو گیا جیسے غیر کا حمل ہے؟

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم اہلحدیث از روپڑ ۲۸ رجب ۱۳۵۶ھ ، ۱۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

شریعت کے خلاف تقسیم ہونے والے ترکہ کا مسئلہ

سوال:۔ ہندوستان میں بعض لوگ فوت ہوئے اور ان کی بیویاں کل جائیداد کی وارث بنیں اور انتقال ہوئے اب ان بیوگان کی موت پر جائیداد ان کے خاوندوں کی جائیداد تصور کر کے تقسیم ہوگی، یا انہی کی ملکیت سمجھی جائے گی۔ اور ان کے ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ عبداللطیف علوی

جواب:۔ جتنا حصہ شرعاً بیوہ کا ہے صرف اتنا ہی بیوہ کے ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ باقی خاوند کے ورثہ میں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

بیٹے کی موجودگی میں نواسا کا وارث نہ ہونا

سوال :۔ بکر متوفی کی اولاد میں سے ایک لڑکا موجود ہے لڑکی فوت ہو چکی ہے اس کا ایک لڑکا زندہ ہے جو بکر کا نواسا ہے بکر فوت ہو گیا ہے کیا بکر کے ترکہ میں سے اس کے نواسے کو بھی ترکہ ملتا ہے؟

عبدالعزیز فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ

جواب :۔ اس نواسا کو شرعاً کچھ نہیں ملتا اگر مرنے والا تہائی یا چوتھائی وصیت کر جاتا تو بہتر ہوتا۔ اب خود بیٹا سلوک کرے تو کرے ورنہ کوئی صورت نہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

لڑکی کی وفات کے بعد جہیز میں کس کا حق ہے؟

سوال :۔ لڑکیوں کو حصہ لڑکوں سے نصف دیا جاتا ہے۔ یہ حصہ اراضی لڑکی کی وفات کے بعد مرحومہ کی اولاد کا حق ہے یا کہ واپس والدین کو جائے گا۔

۲۔ تقسیم اراضی سے پہلے اگر لڑکی کی وفات ہو جائے اور مرحومہ کی اولاد سے لڑکا موجود ہو تو لڑکے کے حصہ کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ یہ سوال وراثت کی بابت ہے یا والدین اپنی حیات میں بطور ہبہ جو کچھ اپنی اولاد کو دیں۔ اس کی بابت ہے۔ اگر وراثت کی بابت ہے تو پھر لڑکی کی وفات کے بعد والدین کی طرف لوٹنے کے کیا معنی؟ وراثت تو اولاد کو والدین کی وفات کے بعد ملتی ہے اگر سوال ہبہ کی بابت ہے تو اس کا لڑکوں سے نصف ہونا ضروری نہیں۔ اس میں اختلاف ہے بعض لڑکوں سے نصف کہتے ہیں بعض مساوی کہتے ہیں بہرصورت سوال کچھ مبہم سا ہے خیر کوئی صورت ہو۔ جواب یہ ہے کہ اس بارہ میں لڑکے لڑکیوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی جو جائیداد لڑکوں کے حصہ میں آتی ہے خواہ وراثت کے ساتھ یا ہبہ کے ساتھ یا ان کی اپنی کمائی ہے جیسے یہ ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کا حق ہے اگر ماں باپ زندہ ہوں تو ان کو بھی کچھ ملتا ہے اسی طرح لڑکیوں کی وفات کے بعد لڑکیوں کی جائیداد تقسیم ہوگی کیونکہ میت مرد ہو یا عورت ہوں کے ترکہ کی تقسیم میں شرع نے کوئی فرق نہیں کیا اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ میت عورت ہو اور وارث خاوند تو اس کو زیادہ ملتا ہے اور اس کے برعکس عورت کو تھوڑا ملتا ہے اس کے سوا جو ولادت وغیرہ کی وجہ سے وارث ہوتے ہیں ان کا مورث خواہ مرد ہو یا عورت اس میں فرق نہیں پڑتا۔

۲۔ اس کا جواب نمبر اول میں آچکا ہے کہ اس بارہ میں لڑکے لڑکی کا ایک ہی حکم ہے جس چیز کے یہ مالک ہیں۔ خواہ کسی طریق سے ہوں ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کا حق ہے اور والدین وغیرہ کو بھی حسب تفصیل قرآن و حدیث کچھ

ملتا ہے وفات خواہ تقسیم سے پہلے ہو یا بعد جیسے دو شخصوں کی شرکت تجارت ہو دونوں میں سے ایک مر جائے تو اس کے حق داراس کے وارث ہوں گے۔ ٹھیک اسی طرح صورت مذکورہ کو سمجھ لینا چاہیے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

ایک شخص نے مجلس میں کہا کہ میں نے اپنی عورت کا فیصلہ کر دیا، دو سال بعد مر گیا اس عرصہ میں رجوع ثابت نہیں کیا یہ عورت خاوند کے ترکہ کی حق دار ہے

سوال ۔ ایک شخص نے گواہوں کے روبرو مختلف مجالس میں کہا کہ میں نے اپنی عورت کا فیصلہ کر دیا ہے ——— اس کے بعد شخص مذکور کا اپنی عورت کے ساتھ کوئی رجوع ثابت نہیں ہوتا۔ نہ ہی عورت نے اس عرصہ میں نان و نفقہ کا مطالبہ کیا ہے اب شخص مذکور کو فوت ہوئے دو سال ہو گئے ہیں گویا اس عورت کے متعلق یہ الفاظ مذکور کہے کو عرصہ چار سال کا ہو گیا ہے۔ اب عورت متوفی مذکورہ کی میراث متوفی سے اپنے حصہ میراث کا دعویٰ کرتی ہے یعنی کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں ہوتی ہے۔ میں بھی ترکہ کی برابر کی حق دار ہوں۔ حل طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی شخص مذکور کے مندرجہ بالا الفاظ کہنے سے اور رجوع نہ کرنے سے طلاق واقعہ نہیں ہوئی اور کیا یہ عورت اپنے متوفی خاوند کے ورثہ پانے کی حقدار ہے یا نہیں؟

حاجی عبدالحق منڈی جلال ڈاکخانہ پنج گرائیں ضلع فیروزپور

جواب ۔ سوال میں چونکہ اجمال ہے اس لئے اگر مگر سے جواب دیا جاتا ہے میں نے اپنی عورت کا فیصلہ کر دیا ہے یہ صریح طلاق نہیں اس لئے خاوند کی نیت معلوم کرنی ضروری ہے کہ اس کی مراد اس سے طلاق ہے یا کچھ اور اب خاوند چونکہ مر چکا ہے اس لئے نیت کا پتہ قرائن سے لگانا چاہیئے مثلاً جن گواہوں کے سامنے اس نے یہ بیان دیا ہے ——— ان کے سامنے اس مجلس میں طلاق وغیرہ یا عورت کے چھوڑ دینے کا یا اس سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق وغیرہ کا ذکر آیا ہو گا۔ جس سے خاوند کی نیت کا پتہ چل سکتا ہے۔ مگر گواہ ایسے ہونے چاہئیں۔ جو شرعاً معتبر ہوں مثلاً نمازی ہوں۔ ان کی ڈاڑھی اور وضع قطع سنت کے مطابق ہو کسی کبیرہ گناہ پر مداومت نہ کرتے ہوں کسی موقعہ پر ان کا جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو۔

۲۔ ان الفاظ سے اگر خاوند کی نیت سے طلاق ثابت ہو جائے اور کوئی معاملہ ایسا نہ ہوا ہو۔ جس سے خاوند کا رجوع طلاق سے ثابت ہو تو پھر دیکھنا چاہیئے کہ اس کا یہ کہنا کہ میں نے اپنی عورت کا فیصلہ کر دیا ہے مرض الموت

میں ہے یا صحت و تندرستی میں۔ اگر مرض الموت میں ہے خواہ مرض کتنی ہی طویل ہو گئی ہو تو پھر یہ طلاق شبہ سے خالی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاوند کا مقصود عورت کو وراثت سے محروم کرنا ہے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو صلح حدیبیہ کے دو سال بعد پہلے نکاح کے ساتھ اپنے خاوند کی طرف لوٹا دیا تھا۔ حالانکہ صلح حدیبیہ ہو چکنے ہی کافر و مسلم کے درمیان فسخ نکاح کی آیات اتر آئیں۔ اور زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند صلح حدیبیہ کے دو سال بعد اسلام لائے۔ اس کے متعلق بعض علماء نے کہا ہے کہ چونکہ عدت دو سال تک طویل ہو سکتی ہے اور عدت کے اندر نکاح قائم رہتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے ہی نکاح کے ساتھ لوٹا دیا۔ سوال کی صورت میں بھی خاوند دو سال بعد فوت ہوا ہے اگر عورت کی عدت دو سال طویل ہو گئی ہو یعنی تین حیض دو سال تک پورے نہ ہوئے ہوں۔ تو عورت کا نکاح باقی ہے اور وہ وارث ہوگی۔

عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ

پوتا نہ ہو تو دادا کی وراثت کا کیا حکم ہے؟

سوال ۔ دادا کی میراث میں ابو بکرؓ کے قول کو کیوں ترجیح دی گئی ہے؟

جواب ۔ وجہ ترجیح یہ ہے کہ دادا پوتا کے مقابلہ میں ہے اور باپ بیٹے کے مقابلہ میں ہے پس جو حکم بیٹے کے نہ ہونے کی صورت میں باپ کا ہے وہی پوتے کے نہ ہونے کی صورت میں دادا کا ہونا چاہیے۔ الا اذا صرف صارف۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

بیٹی کے ساتھ بہن ہو تو کیا چچا وارث ہوگا؟

سوال ۔ ایک شخص مر گیا اس کی بہن اور دو لڑکیاں زندہ ہیں اور ایک چچا حقیقی کیا چچا وارث ہوگا۔ ترکہ متوفی کا خود پیدا کردہ ہے جدی نہیں ہے۔

مفتی فضل عظیم قریشی

جواب ۔ بہن لڑکیوں کے ساتھ عصبہ ہے۔ سراجی فصل فی النساء صفحہ میں ہے۔ وَلَهُنَّ الْبَاقِي مَعَ الْبَنَاتِ أَوْ بَنَاتِ الْابْنِ لِقَوْلِهِ السَّلَامُ اجْعَلُوا الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً یعنی بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ بہنوں کے لئے ترکہ سے باقی ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔ اس حدیث کی بنا پر جب بہن عصبہ ہوئی۔ تو اب چچا کو کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ عصبہ اصحاب الفروض کے بعد سارے مال پر قابض

ہوتا ہے۔ رہا جدی غیر جدی کا فرق تو اسلام میں اس کا کوئی نام ونشان نہیں، نہ کسی نے آج تک یہ فرق کیا ہے۔ یہ محض کفر کا رواج ہے جس کو قانون کی صورت پہنائی گئی ہے اسلام اس سے بالاتر ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ضلع انبالہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۳۶ء

بیٹیوں کے ساتھ بہنیں بھائی عصبہ ہیں

سوال۔ ایک شخص کی وفات ہوئی اور ورثاء ذیل موجود ہیں۔

ایک بیوی، دو بیٹیاں، دو بھائی ایک بہن پس تقسیم میراث کی کیا صورت ہوگی۔

جواب۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں سے بچا ہوا میت کی بہنوں کو دیا ہے یعنی میت کی بیٹیوں کے ساتھ میت کی بہنوں کو عصبہ بنایا ہے۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب الفرائض فصل اوّل)

جب بیٹیوں کے ساتھ بہنیں اکیلی عصبہ ہیں، تو بھائیوں کے ساتھ بطریق اولیٰ ہوں گی اور بھائی ان کے لئے حاجب نہیں کیونکہ میت کی دیگر بالکل اولاد نہ ہو صرف بھائی بہنیں ہوں تو بہنیں بدستور حقدار ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ۔ اگر بہنیں بھائی مخلوط ہوں تو مرد کیلئے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے پس جب بھائی حاجب نہ ہوئے تو صورت مسئولہ میں دو تہائی دو بیٹیوں کو اور آٹھواں حصہ بیوی کو دے کر بقیہ للذکر مثل حظ الانثیین کے اصول پر بھائیوں بہنوں میں تقسیم ہوگا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ کل جائیداد کے ۲۴ حصے کر کے ۳ بیوی کے ۱۶ لڑکیوں کے ایک بہن کا، دو، دو بھائیوں کے عله

مسئلہ ۲۴۔ تصحیح ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	اخ	اخ	اخت
۳	۸	۸	۲	۲	۱

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم روپڑ ضلع انبالہ یکم صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۹ء

مسئلہ وراثت از قسم مناسخہ

سوال۔ دس سال ہوئے سید محمد اسحٰق فوت ہوگئے اور حسب ذیل رشتہ دار دو حقیقی بھائی سید محمد اسماعیل

عله مسئلہ ۲۴ ہے تصحیح کی ضرورت نہیں مرتب

و سید محمد ابراہیم ایک حقیقی بہن جنت خاتون ایک زوجہ زہرہ بیگم ایک پسر محمود بشیر تین بیٹیاں حمیدہ بیگم، سعیدہ بیگم وحیدہ بیگم چھوڑ گئے اس کے بعد سید محمد اسحٰق کی بیوہ زہرہ بیگم بھی فوت ہو گئی اس نے حسب ذیل رشتہ چھوڑے فیروزہ بیگم والدہ خود، محمود بشیر بیٹا حمیدہ بیگم، سعیدہ بیگم وحیدہ بیگم دختران اس کے بعد محمود بشیر پسر سید محمد اسحٰق و زہرہ بیگم فوت ہو گیا اور حسب ذیل رشتہ دار چھوڑے تین حقیقی ہمشیرگان حمیدہ بیگم سعیدہ بیگم، وحیدہ بیگم ایک نانی فیروزہ بیگم دو حقیقی تائے محمد اسماعیل محمد ابراہیم ایک حقیقی پھوپھی جنت خاتون اتنے عرصہ میں جائیداد خود ساختہ پیدا کردہ سید محمد اسحٰق تقسیم نہیں ہوئی بدستور تینوں دختران اور فیروزہ بیگم دختران کے قبضہ تصرف میں ہے جس کی آمدنی کا اب تک کوئی حساب نہیں ہوا خورد و نوش و تعلیم تینوں دختران کی اور شادی دو بڑی دختران کی اسی جائیداد کی آمدنی کرایہ وغیرہ سے ہوتی ہے اب بروئے شرع سید محمد اسحٰق متوفی کی جائیداد موجودہ سات رشتہ داروں کے درمیان (۱) سید محمد اسماعیل برادر حقیقی سید محمد اسحٰق متوفی و تایا حقیقی محمود بشیر

۲۔ سید محمد ابراہیم برادر حقیقی سید محمد اسحٰق متوفی و تایا حقیقی محمود بشیر متوفی

۳۔ جنت خاتون حقیقی ہمشیرہ سید محمد اسحٰق متوفی و پھوپھی محمود بشیر متوفی

۴۔ فیروزہ بیگم خوش دامنہ سید محمد اسحٰق متوفی والدہ زہرہ بیگم متوفیہ زوجہ سید محمد اسحٰق متوفی و نانی محمود بشیر متوفی

۵۔ حمیدہ بیگم دختر سید محمد اسحٰق و زہرہ بیگم متوفیان و ہمشیرہ محمود بشیر متوفی۔

۶۔ سعیدہ بیگم " " " " " " " "

۷۔ وحیدہ بیگم " " " " " " " "

ان سب کے درمیان ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔ ترکہ بیس ہزار روپیہ ہے

سید محمد ابراہیم معرفت قاضی احمد اللہ قریشی پروفیسر فیروز پور کوچہ اکبر شاہ۔

جواب ۔ کل جائیداد کے چار ہزار تین سو بیس حصے ہوں گے ان میں سے ایک ہزار دو سو بائیس حمیدہ بیگم کے اتنے اتنے سعیدہ بیگم اور وحیدہ بیگم کے تین سو بہتر فیروزہ بیگم کے۔ ایک سو اکتالیس محمد اسماعیل کے اور اتنے ہی محمد ابراہیم کے بعد الصورۃ

سید محمد اسحٰق مسئلہ ۸ تصحیح ۴۰ ۲۰/۴/۳۳۰

زہرہ بیگم زوجہ ۔ محمود بشیر (ابن) حمیدہ بیگم بنت ۷ سعیدہ بیگم بنت ۷ وحیدہ بیگم بنت ۷

محمد اسماعیل (اخ) ۵ محمد ابراہیم اخ ۱۲ جنت خاتون (دختر)

محروم محروم محروم

زہرہ بیگم مسئلہ ۶ ۔ جماتی الید ۵×۶ = ۳۰

وحیدہ بیگم بنت	سعیدہ بیگم بنت	حمیدہ بیگم بنت	محمود بشیر ابن	افروز بیگم ام
۱/۵	۱/۵	۱/۵	۲/۱۰	۱/۵

محمود بشیر ۲ تصحیح ۳۶ بینما توافق بالنصف حاصل ضرب ۱۶۹۲ مافی الید ۹۴

محمد ابراہیم چچا	محمد اسماعیل چچا	وحیدہ بیگم	سعیدہ بیگم اخت	حمیدہ بیگم اخت	افروز بیگم (ذانی)
۳	۳	۸	۸	۸	۶

الاحیاء	فیروز بیگم	حمیدہ بیگم	سعیدہ بیگم	وحیدہ بیگم	محمد اسماعیل	محمد ابراہیم
	۳۴۲	۱۲۲۴	۱۲۲۲	۱۲۲۴	۱۴۱	۱۴۱

یہ حصص اصل جائیداد کے ہیں رہی اس کی آمد تو اسی نسبت سے اس کے حصص قائم کر کے جتنی کسی طرف زیادہ نکلتی ہو اس سے مجرا لیا جائے یا ورثاء خوشی سے معاف کر دیں اگر حساب پورا محفوظ نہ ہو تو تخمینہ لگا کر کمی بیشی معاف کرائی جائے جس کی نگرانی میں یہ جائیداد رہی ہے دستور کے مطابق نگرانی کا معاوضہ بھی اس کو کچھ دینا چاہیے۔ مورث کی وفات کے بعد ہر وارث اپنے حصہ سے اپنی ضرورت پوری کرے دوسرے کے حصہ میں اس کا کوئی حق نہیں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا مرد ہو یا عورت اور ضرورت خواہ شادی کی قسم سے ہو یا خوراک وغیرہ کی قسم سے۔

عبداللہ امرتسری ۳ رجون ۱۹۳۸ء

دو بیویوں کی اولاد میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی

سوال :۔ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں ایک تو پہلی شادی سے ہے اور دوسری عورت اس کے بھائی کی بیوہ تھی اس کے ساتھ شادی کر لی۔ پہلی کے ہاں ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے اور دوسری کے ہاں تین لڑکے ہیں تو ورثاء میں ان کی تقسیم کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ دونوں عورتوں کی اولاد سے پہلے ان کی موجودہ بیویوں کو تمام جائیداد کا آٹھواں حصہ دیا جائے گا اگر ماں باپ موجود ہوں تو ان سے ہر ایک کو تمام جائیداد کا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ اگر ایک موجود ہو تو

ایک چھٹا دیا جائے گا۔ بیویوں اور ماں باپ سے جو بچا ہے اس کے نو حصے ہو جائیں گے ایک لڑکی کا اور آٹھ چار لڑکوں کے یعنی دو دو ہر لڑکا۔ دو حصے اگر ماں باپ بیویوں سے کوئی موجود نہ ہو تو پھر بھی تمام جائیداد کے نو حصے ہو جائیں گے ایک لڑکی کا آٹھ چار لڑکوں کے فی لڑکا دو حصے اگر ایک بیوی کی اولاد ہوتی تو ان میں بھی وراثت اس طرح تقسیم ہوتی۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم روپڑ ضلع انبالہ ۱۹ رمضان ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۸ء

بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث ہو سکتا ہے؟

سوال۔ دادا نے بیٹوں کی موجودگی میں ایک پوتے کو تندرستی میں کچھ زمین بیٹوں کے برابر ہبہ کی اور قبضہ کرا دیا اور ایک مکان دیا باقی ترکہ سے حصہ نہیں دلایا اب وہ پوتا تمام ترکہ سے حصہ مانگتا ہے اور زمین کی تبدیلی چاہتا ہے کیونکہ اس زمین کی حیثیت کم ہے دوسری زمین کی حیثیت زیادہ ہے۔ محمد شریف از گھڑیالہ

جواب۔ مشکوٰۃ باب الفرائض میں حدیث ہے۔

اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَھْلِھَا فَمَا بَقِیَ فَھُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ۔ متفق علیہ یعنی فرائض کو ان کے اہل کے ساتھ ملاؤ جو باقی بچے وہ زیادہ قریبی مرد کے لئے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پوتے سے بیٹا اقرب ہے پس بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کا کوئی حق نہیں جو کچھ دادا نے پوتے کو بیٹوں کی موجودگی میں صحت و تندرستی کے وقت ہبہ کر دیا ہے وہ اس کا ہو چکا۔ اب ترکہ میں سے اس کو کچھ نہیں مل سکتا۔ ہاں مرض موت میں وصیت ہو سکتی تھی جو مرنے والے نے نہیں کی۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۷ شعبان ۵۶ ۱۳ھ

کوئی شخص دوسرے کی منکوحہ کو گھر میں رکھے پھر طلاق حاصل کر کے عدت کے اندر نکاح کرلے تو کیا اس کو اور نکاح سے پہلی پچھلی اولاد کو ترکہ ملے گا

سوال۔ آج کل اکثر لوگ دلیری کرتے ہیں کہ جن میاں بیوی کا نشوز ہوتا ہے اس کا ولی اپنی بیٹی یا بہن منکوحہ کو کسی کے حوالہ کر دیتا ہے کہ پہلے خاوند سے تم طلاق لے لو وہ بلا نکاح اس کے گھر آباد ہوتی ہے اولاد بھی ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے خاوند کو طلاق کے لئے کہتے ہیں۔ وہ مال لے کر طلاق دے دیتا ہے۔ پھر حنفی ملاں اس طرح نکاح کرا دیتے ہیں۔ نہ اس کی طلاق کی عدت دکھاتے ہیں۔ نہ جدا کر کے رحم کی برئت کراتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ زانیہ

زانی کا نکاح ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ حاملہ ہی ہو کیا ایسی تمام اولاد کو باپ کا حصہ مل جاتا ہے حالانکہ نکاح سے پہلے کی اولاد ولدالزنا ہوتی ہے اور حمل بھی زنا کا ہوتا ہے ۔ ویسے نکاح سے پہلی اور پچھلی اولاد کو اور اس عورت کو ترکہ ملے گا

جواب۔ حاملہ بالزنا کا نکاح درست نہیں۔ نہ وہ بچہ وارث ہوتا ہے نہ اس کی نسبت ثابت ہوتی ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ

عدت کے نکاح کی منکوحہ وارث ہوگی یا نہیں

سوال۔ جو نکاح عدت میں ہو اور ناکح مرجائے اس کی منکوحہ اولاد کو ترکہ ملے گا یا نہیں؟

جواب۔ اگر کسی نے فتویٰ دیا ہے کہ عورت سے رجوع ہو سکتا ہے یا کوئی اور غلطی لگی ہے تو اولاد حلال کی ہوگی اور وارث بھی ہوگی مگر مرد عورت میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

انگریزی قانون کے مطابق تقسیم شدہ وراثت کیا شریعت کے نزدیک صحیح ہے

سوال۔ حاجی حشمت علی اپنی وفات کے بعد اپنے پیچھے دو بیٹے عبدالرحیم اور بشیر احمد چھوڑ جاتا ہے جو مختلف بیویوں سے ہیں کچھ سال بعد بشیر احمد فوت ہو جاتا ہے اور ۱۹۴۲ء کے انگریزی قانون کے مطابق بشیر احمد کا تمام حصہ اس کی والدہ کے نام لگ جاتا ہے یہاں پر قانون شریعت کیا ہے؟ اور کیا قانونِ شریعت ایک بیوی کو ایک بیٹے کے موجود ہوتے ہوئے نصف حصہ دیتا ہے۔

جواب۔ شرعی قانون کے مطابق حشمت علی کی جائیداد بعد ادا قرض واجب الادا وصیت ترکہ حسب ذیل صورت میں تقسیم ہوگا۔

بیوی کے لئے دو حصے اور عبدالرحیم اور بشیر احمد کے لئے سات سات حصے بشیر احمد کے مرنے کے بعد بشیر احمد کی جائیداد کے تین حصے ہوں گے ایک اس کی والدہ کا اور دو حصے اس کے دوسرے بھائی عبدالرحیم کے ہوں گے عبدالرحیم کے مرنے کے بعد عبدالرحیم کی جائیداد کے بعد ادا قرض وصیت (اگر ہوں) مالک اس کی اولاد اور اس کی بیوی ہے آٹھواں حصہ بیوی کا اور باقی اولاد کا سوتیلی دادی کا اس میں کوئی حق نہیں کیونکہ نہ وہ اصحاب الفروض سے ہے اور نہ وہ عصبہ میں سے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی جامعہ اہلحدیث لاہور ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ

وارث لڑکی ۔ بیوہ ۔ دو چچا ۔ ماں ۔ ہمشیرہ

سوال ۔ ایک مسلمان مر گیا اور اس کی سوا آٹھ ایکڑ اراضی ہے اس کی صرف ایک لڑکی اور ایک بیوہ ہے اور دو چچا ہیں ۔ ایک ماں ہے ایک ہمشیرہ ہے جو اپنے اپنے گھر آباد ہیں شرعی ایکٹ کے حساب سے جائیداد کتنی کتنی آتی ہے

خوشی محمد ، چک نمبر ۹ ڈھولن

جواب ۔ پہلے قرض اتارا جائے اگر ہو اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی ادا کیا جائے اس کے بعد وصیت پوری کی جائے ۔ اگر کوئی وصیت کی ہو ، لیکن وصیت تہائی حصے سے زیادہ ہو تو بھی تہائی ترکہ تک پوری کی جائے اس کے بعد جو ترکہ ہو ، خواہ زمین ہو یا مکان یا گھر کا سامان اس کے چوبیس حصے کردیئے جائیں ، بارہ حصے لڑکی کے اور تین بیوہ کے چار ماں کے باقی پانچ ہمشیرہ کے بروئے قرآن وحدیث ” وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ “ پ ۴ ع

” اِجْعَلُوا الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً “ (حدیث)

عبداللہ امرتسری مدرس حال جامع قدس چوک دالگراں لاہور ۲ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ

وارث بھائی اور بہن جدی اور زر خرید جائیداد

سوال ۔ بھلن علی کی اولاد چار لڑکے حاجی محمد ابراہیم ، محمد شریف ، محمد صدیق ، عبدالغفور اور ایک لڑکی سلامت بی بی ہے ۔

سب سے پہلے محمد شریف فوت ہوا ۔ اس کے بعد محمد صدیق فوت ہوا اس کے بعد حاجی محمد ابراہیم فوت ہوا ، جو لاولد تھا ۔ ان کا ایک بھائی عبدالغفور اور ایک ہمشیرہ سلامت بی بی دونوں زندہ ہیں ۔ لاولد تایا کی جائیداد میں محمد شریف اور محمد صدیق کی اولاد کا شرعاً کوئی حق ہے جو کہ جائیداد جدی تقسیم شدہ تھی آیا جدی اور اس کی اپنی زر خرید یا نقد رقم میں محمد صدیق اور محمد شریف کی اولاد کا کوئی حق ہے ؟

جواب ۔ حاجی محمد ابراہیم لاولد کا ترکہ اس کے بھائی عبدالغفور اور اس کی ہمشیرہ سلامت بی بی کا ہے اگر اس کی بیوی زندہ ہو تو چوتھے حصے کی مالک وہ بھی ہوگی ۔ کل ترکہ کے بارہ حصے ہوں گے خواہ جدی ہو یا غیر جدی شریعت میں اس کا کوئی فرق نہیں تین حصے بیوی کے اور تین سلامت بی بی کے اور چھ عبدالغفور کے ۔ عبداللہ امرتسری

سوال۔ ایک شخص نے اپنے جوان بیٹے کو علیحدہ کردیا قریباً سو بیگہ زمین گزارہ کے لئے بیٹے کو دی اور ایک پختہ مکان دیا جس میں اس کی رہائش تھی اس کا ایک لڑکا بیٹا تھا۔ اور تین بیٹیاں بیاہی ہوئی تھیں ان کو کچھ نہیں دیا اب بیٹا فوت ہوگیا۔ متوفی صاحب اولاد تھا۔ داوا نے وہ زمین گزارہ کے لئے ان کو دے چھوڑی اب دادا بھی مرگیا متوفی کی اولاد کا چچا سے تقاضا ہے نصف حصہ مانگتی ہے شرعاً اس کو وہ زمین جو دادا نے اس کو دے رکھی ہے ملے گی یا بالکل محروم رہیں گے۔

جواب۔ مشکوٰۃ باب الفرائض میں حدیث ہے۔ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ (متفق علیہ) یعنی فرائض کو ان کے اہل کے ساتھ ملا دو۔ جو باقی بچے وہ زیادہ قریبی مرد کے لئے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پوتے سے بیٹا اقرب ہے پس بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کا کوئی حق نہیں۔ جو کچھ دادا نے پوتے کو بیٹوں کی موجودگی میں صحت و تندرستی کے وقت ہبہ کردیا ہے۔ وہ اس کا ہوچکا اب ترکہ میں سے اس کو کچھ نہیں مل سکتا۔ ہاں مرض موت میں وصیت ہوسکتی تھی جو مرنے والے نے نہیں کی۔

نکاح متعہ کی اولاد

سوال۔ نکاح متعہ کی اولاد کو امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ حصہ ترکہ ملے گا۔ مگر عورت کی بابت کچھ فیصلہ نہیں کیا۔ کیا اس کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب۔ مشکوٰۃ باب الاستبراء میں ہے۔

عن ابی الدرداء قال مر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بامرأۃ مجح فسأل عنها فقالوا امۃ لفلان قال ایلم بها قالوا نعم قال لقد هممت ان العنه لعنا یدخل معه فی قبره کیف یستخدمه وهو لا یحل له ام کیف یورثه وهو لا یحل له (رواہ مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حاملہ کے پاس سے گزرے جو قریب الولادت تھی آپ نے اس کے متعلق پوچھا لوگوں نے کہا یہ فلاں شخص کی لونڈی ہے فرمایا کیا وہ اس سے ہمبستری کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ میں نے قصد کیا کہ اس کو ایسی لعنت کروں کہ قبر میں اس کے ساتھ جائے۔ اس کے بیٹے کو کس طرح خادم (غلام) بنایا جائے گا۔ حالانکہ اس

کے لئے حلال نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانے حمل کی حالت میں صحبت لعنت کا باعث ہے اور نمبر اول سے ثابت ہو چکا کہ زنا کا حمل ہر صورت میں بیگانہ ہے خواہ ناکح کا ہو یا کسی اور کا ہو پس حاملہ بالزنا کے ساتھ کسی حالت میں صحبت کرنا درست نہیں اور نہ یہ بچہ وارث ہوگا۔ غیر مذاہب اور گمراہ فرقوں کے متعلق یہ اصول ہے کہ اپنے مذہب کے موافق جو رشتہ ناطہ کریں اور اس سے اولاد پیدا ہو جائے۔ تو وہ اولاد حلال کی ہے اور ان کے نکاح صحیح ہیں اسلام لانے کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہاں اگر اسلام لانے کے بعد بھی خرابی موجود ہو تو وہ پھر معتبر نہیں مگر جو اولاد ہو چکی ہے وہ حلال ہی کی کہلائے گی۔

مثلاً کسی شخص کے نکاح میں دو بہنیں ہوں یا چار ہوں یا ان سے زیادہ ہوں یا کسی مجوسی نے اپنی بیٹی یا بہن سے نکاح کیا ہو۔ یا کسی نے اپنی سوتیلی والدہ سے نکاح کیا ہو۔ تو ان صورتوں میں اسلام لانے کے بعد فوراً جدائی کرادی جائے گی۔ مگر گذشتہ اولاد کو حرام کی نہیں کہا جائے گا۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں ہے۔ الا ما قد سلف یعنی جو پہلے ہو چکا ہے۔ ہو چکا آئندہ کے لئے حرام ہے اس اصول پر نکاح متعہ کی اولاد بھی حلال ہے رہا نکاح تو یہ بیہودہ ہے اور شرعاً بیہودہ ہی نکاح نکاح نہیں۔ اور یہ خرابی توبہ کے بعد بھی موجود ہے اس لئے فوراً جدائی کرادی جائے۔ بلکہ توبہ میں یہ جدائی بھی داخل ہے پس اس نکاح سے وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے

ہاں دو صورتیں محل تامل ہیں ایک یہ کہ میاں بیوی دونوں اپنے مذہب پر ہیں اور اس حالت میں ان سے ایک مرگیا۔ اور ہم سے اگر مسئلہ دریافت کیا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل کتاب مسائل دریافت کرتے تھے جیسے یہودی مرد وعورت نے زنا کیا۔ تو آپ کے پاس آئے اس طرح خوارج نے ابن عباسؓ سے کئی مسائل دریافت کئے مثلاً جنگ میں بچوں۔ عورتوں کا قتل کرنا وغیرہ کئی مسائل پوچھے۔

دوسری صورت یہ کہ وہ اپنے مذہب ہی میں تھے کہ ایک ان سے مرگیا اس کے بعد دوسرا تائب کہ دوسری صورت میں مسلم اور کافر کے متعلق صاف آگیا ہے۔ لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم (مسلمان کافر کا وارث نہیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں) تو اس کی بابت عرض ہے کہ وراثت تو مرنے کے وقت ثابت ہوتی ہے اور اس وقت یہ اپنے مذہب پر تھا۔ پھر بعد کو اسلام لے آیا۔ صرف تقسیم باقی ہے تو اس کا فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ بظاہر یہ دو صورتیں ہیں لیکن مال ان دونوں کا ایک ہی ہے کیونکہ جب وراثت موت کے وقت ثابت ہوتی ہے تو پھر بعد کو اسلام لائے یا نہ لائے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کہ اسلام

لانے کے بعد مسئلہ دریافت کرے تو اس کو اختیار ہے قرآن مجید میں ہے۔ فان جاؤک فاحکم بینھم او اعرض عنھم یعنی اگر تیرے پاس فیصلہ لے کر آئیں تو تیری مرضی ہے کہ فیصلہ کر یا ان سے اعراض کر۔ محل تامل ان دونوں صورتوں میں صرف یہ بات ہے کہ ایک شخص نے نکاح متعہ کیا ہوا ہے۔ یا اس کے نکاح میں اس کی لڑکی یا بہن ہے یا اس کے نکاح میں چار سے زیادہ عورتیں ہیں یا دو بہنیں ہیں ان سے کوئی مر جائے اور ہم سے اگر کوئی مسئلہ پوچھیں تو ہم کیا جواب دیں؟ اگر نکاح کی موجودہ حالت دیکھیں تو شرعاً ناجائز ہے اس بنا پر تو یہ جواب ہونا چاہیے کہ وراثت جاری نہیں ہوگی۔ اور اگر یہ بات دیکھی جائے کہ ان نکاحوں کی اولاد حلال کی ہے اور وہ وارث بھی ہو گی۔ تو اس بنا پر وراثت جاری ہو جائے گی۔ ہاں جو نکاح اسلام کے بعد قائم رہتے ہیں اور موجودہ حالت میں ان میں کوئی خرابی نہیں تو ایسے نکاحوں میں وراثت جاری ہونے میں کوئی تامل نہیں۔

تنبیہ

اگر کسی کے نکاح میں دو بہنیں ہوں یا چار سے زیادہ عورتیں ہوں تو حنفیہ کہتے ہیں کہ اسلام ان کے بعد وقت جو پیچھے نکاح میں آئی ہے وہ جدا کر دی جائے گی کیونکہ اس کا نکاح باطل ہے تو اس بنا پر جو پہلے نکاح میں آئی ہے اس کی وراثت میں کوئی تامل نہیں اور جو پیچھے آئی ہے وہ محل تامل رہے گی اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ پہلی پچھلی یکساں ہے اگر دو بہنیں نکاح میں ہیں تو جس کو چاہے جدا کر دے اسی طرح پانچ عورتیں نکاح میں ہیں جونسی چار چاہے اختیار کرے خواہ پہلی یا پچھلی۔ اور حدیث میں بھی اسی طرح آیا ہے ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب المحرمات اور امام محمد شاگرد امام ابوحنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے اور امام ابن الہمام نے بھی اس کو ترجیح دی ہے تو اس بنا پر مبہم طور پر ایک کا نکاح باطل نہیں کہہ سکتے کیونکہ باطل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے نکاح ہی نہیں تو ایسی صورت میں ایک کو یا چار کو اختیار کرنے کے کچھ معنی نہیں مثلاً ایک شخص کا کسی سے نکاح ہو جائے اور کسی دوسری عورت سے اس کا اشتباہ ہو جائے جس سے اس کا نکاح نہیں تو اس صورت میں دونوں اس پر حرام ہوں گی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جونسی چاہے اختیار کرے ٹھیک اسی صورت کو سمجھ لینا چاہیے پس مذہب اہل حدیث کی بنا پر ماننا پڑے گا کہ دونوں بہنوں کا نکاح یا چار سے زیادہ عورتوں کے نکاح باطل نہیں مگر شرع نے ان پر قائم رہنے کی مخالفت کر دی ہے اس لئے اسلام لانے کے وقت جدائی کرا دی جائے گی پس جب نکاح باطل نہ ہوئے تو وراثت جاری ہونی چاہیے ہاں اگر کوئی یہ کہہ دے کہ وراثت جاری ہونے کے وقت دو بہنوں سے ایک کا

اختیار کرنا یا پانچ عورتوں سے چار کا اختیار کرنا یہ نئے سرے سے نکاح ہے تو اس وقت مبہم طور پر ایک کے نکاح کو باطل کہہ سکتے ہیں اور جب مبہم طور پر ایک کا نکاح باطل ہوا جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ ہر ایک کے نکاح کی صحت میں شبہ ہے تو اس صورت میں ہر ایک کی وراثت بھی محل تامل ہوگی لیکن ایک بہن کو اختیار کرنے یا پانچ سے چار کو اختیار کرنے کا نام نکاح رکھنا شرائط نکاح کے خلاف ہے کیونکہ شرائط نکاح میں عورت کی رضامندی بھی شرط ہے اور ایک بہن کو اختیار کرنا یا پانچ عورتوں سے چار کو اختیار کرنا اس میں عورتوں کی رضامندی کا کوئی دخل نہیں ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ صورت مخصوص ہے اسلام لانے کے وقت بہت سی مراعات دی جاتی ہیں جن سے ایک یہ بھی ہے کہ کفر کے نکاح قائم رکھے جاتے ہیں خواہ ان میں شرائط نہ پائے جائیں اسی طرح یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ ایک بہن کو اختیار کرنے یا پانچ عورتوں میں سے چار کو اختیار کرنے کا نام نکاح رکھ دیا بہرصورت یہ مسئلہ محل تامل ہے اور اسی بنا پر وراثت کا جاری ہونا بھی محل تامل ہے مگر وراثت کے جاری ہونے کا کچھ پلڑا بھاری ہے۔

نوٹ: یہ جو کچھ نزاع ہے غیر مذاہب کے نکاحوں میں ہے اگر اہل حق سے کوئی ایک بہن کے اوپر دوسری بہن سے نکاح کرے یا چار عورتوں کے ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرے تو اس کے بطلان میں کوئی اختلاف نہیں۔ اہل حدیث اور احناف وغیرہ سب متفق ہیں کہ جس سے پیچھے نکاح ہوا اس کا نکاح باطل ہے۔

عبداللہ امرتسری لاہور ۲۲ صفر ۱۳۷۹ھ

نافرمان اولاد کو محروم الارث کرنا کیسا ہے

سوال: بے فرمان بیٹی بیٹے کو اپنی زندگی میں ناراض ہو کر محروم الارث کر دینا جائز ہے یا نہیں

جواب: اولاد جب تک مسلمان ہے محروم الارث نہیں ہو سکتی ہاں اگر مسرف ہو تو امام شافعیؒ کے مذہب پر بحکم آیت کریمہ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا۔ اس پر حجر ہو سکتا ہے یعنی اس کے تصرفات روکے جا سکتے ہیں۔ جب تک اس کی حالت قابل اطمینان نہ ہو۔ اس کا حصہ ولی کے پاس محفوظ رہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

مرتد اولاد کا حکم

سوال ۔ جو بیٹا مرتد یا بیٹی مرتد ہو جائے اس کو قانون حکومت میں محروم الارث لکھا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۔ مرتد کو حکومت میں محروم الارث لکھا دینا درست ہے۔ لیکن اگر والدین کی زندگی میں اسلام کی طرف لوٹ آیا تو وارث ہوگا۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

متوفی کے بعد جس جائیداد سے مشترکہ خرچ ہوتا رہا اس کی تقسیم

سوال ۔ ایک شخص ۱۹۲۷ء میں فوت ہوا جس کے مندرجہ وارث ہیں۔ دو برادر حقیقی ایک ہمشیرہ حقیقی ایک بیوی ایک نابالغ لڑکا تین نابالغ لڑکیاں ایک سال بعد ۱۹۲۸ء میں اس کی بیوی بھی فوت ہو گئی۔ پھر اس سے ایک سال بعد ۱۹۲۹ء میں اس کا نابالغ لڑکا بھی فوت ہو گیا۔ دونوں لڑکیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ ایک لڑکی ابھی نابالغ اور غیر شادی شدہ ہے جائیداد متوفی سے آج تک لڑکیوں پر خرچ ہوتا رہا ہے اور شادی بھی اسی جائیداد اور اس کی آمدنی وغیرہ سے ہوتی ہے۔ جائیداد تا حال تقسیم تک نہیں ہوئی۔ بدستور لڑکیوں کے قبضہ میں ہے اب متوفی کی خود ساختہ پیدا کردہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد ہر قسم برائے شرعیت باقی رشتہ داروں دو بھائیوں، تین لڑکیوں ایک بہن میں کس طرح تقسیم ہوگی۔ سید محمد ابراہیم خلیل ریٹائرڈ حلات سب جج موگہ ضلع فیروزپور

جواب ۔ اس استفتاء میں یہ ذکر نہیں کہ شخص مذکور کی بیوی جو ۱۹۲۸ء میں فوت ہوئی ہے وہ اس کے لڑکے اور تین لڑکیوں کی والدہ ہے یا نہیں؟ اگر ان کی والدہ ہے اور ان کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو کل جائیداد کے نوے حصے کئے جائیں چھبیس چھبیس تینوں لڑکیوں کے اور چھ چھ دونوں بھائیوں کے اور اس کی ہمشیرہ محروم ہے اس کو کچھ نہیں ملتا۔ آٹھواں حصہ جو اس کی بیوی کا ہو گا وہ بیوی کے ورثاء کا ہو گا۔

نوٹ ۔ متوفی کی جائیداد سے مشترکہ طور پر آج تک جو خرچ ہوا ہے اگر اس کا حساب محفوظ ہے تو اس کا فیصلہ بھی اسی نسبت سے ہونا چاہیئے۔ جو وراثت کی بابت بتائی گئی ہے۔ یعنی نوے حصے کر کے بدستور تقسیم ہو اور کمی بیشی ٹھیک کر لی جائے۔ اور ہر ایک کی شادی وغیرہ بھی اپنے ہی حصے سے ہو اور اگر وہ حساب محفوظ نہیں۔ تو اندازہ سے حساب ٹھیک کر لیا جائے۔ اور اگر آپس میں ایک دوسرے کو معافی دیدیں۔ تو نابالغہ کا حساب تو پھر بھی دینا پڑے گا۔ کیونکہ اس کی معافی معتبر نہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

مدیر تنظیم اہلحدیث روپڑ ۲۵ رشعبان ۱۳۵۶ھ

دھوکا سے یا غلطی سے عدت میں نکاح ہو جائے تو ایسی عورت وارث ہے ؟

سوال ۔ جو نکاح عدت کے اندر ہو ناکح مر جائے اس کی اس منکوحہ کو اور اولاد کو ترکہ ملے گا یا نہیں

جواب ۔ اگر جہالت سے یا کسی فتویٰ سے دھوکا ہوا ہے تو عدت کے نکاح کی اولاد وارث ہوگی۔ ورنہ نہیں دلیل اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بے خبری سے ایک حاملہ بالزنا کا ایک نکاح ہو گیا اور ناکح اس کے پاس گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں تفریق کرادی اور فرمایا۔ لَهَا الصَّدَاقُ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا (ابوداؤد) یعنی اس کو مہر ملے گا۔ بوجہ اس کے کہ تو نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا۔

حاملہ بالزنا کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور اس لئے تفریق کرادی۔ مگر باوجود اس کے مہر دلا دیا۔ اور وجہ اس کی یہ بیان کی کہ تو نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا۔ اور ظاہر ہے کہ جب شرمگاہ حلال ہو گئی۔ تو اولاد بھی حلال ہو گئی۔ اور جب اولاد حلال ہو گئی تو وارث ہوگی ٹھیک اسی طرح عدت کے نکاح کو سمجھ لینا چاہیئے۔ جو جہالت سے یا کسی کے فتویٰ سے دھوکا لگ کر ہوا ہے رہی یہ بات کہ اس عورت کو ترکہ سے حصہ ملے گا یا نہیں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں کیونکہ شریعت جدائی کا حکم دیتی ہے اور جدائی میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

باطل اور فاسد نکاح میں منکوحہ اور اولاد کو ترکہ ملے گا ؟

سوال ۔ جو نکاح شریعت میں باطل اور فاسد ہیں اس کی منکوحہ اور اولاد کو ترکہ ملے گا یا نہیں ؟

جواب ۔ نکاح باطل اور فاسد کا فیصلہ واضح ہے کہ غلطی کی صورت میں اولاد حلال کی ہوگی اور وارث بھی ہوگی۔ مگر عورت میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اوپر کے فتویٰ میں بیان ہو چکا ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۔

مسئلہ وراثت اور عورت کی جائیداد

سوال ۔ ہندہ شادی کے بعد چند دن خاوند کے گھر رہ کر بوجہ بے اتفاقی والدین کے گھر چلی آئی۔ اور کچھ والدین نے بطور جہیز کے دیا تھا۔ اس میں سے کچھ حصہ وہ بوقت سسرال کے واپس لے آئی۔ کچھ دن کے بعد وہ لاولد فوت ہو گئی کیا والدین کا دیا ہوا حصہ یعنی مال جو والدین کے گھر آ چکا ہے وہ والدین لڑکی کی وفات کے بعد اس کی

روح کو فی سبیل اللہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ دیگر والدین اپنی لڑکی کو شادی کے موقع پر دیتے ہیں وہ لڑکی کا ہوتا ہے یا خاوند کا؟

جواب۔ لڑکی کے والدین جو کچھ لڑکی کو دیتے ہیں، وہ لڑکی کا مال ہے اور مہر بھی لڑکی کا مال ہے یہ مجموعہ ملا کر مذکورہ صورت میں خاوند پر اور والدین پر تقسیم ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ یعنی اگر میت کی اولاد نہ ہو اور والدین وارث ہوں تو ماں کو تہائی ہے اگر میت کے متعدد بھائی یا بہنیں یا مخلوط ہوں تو اس وقت ماں کا چھٹا حصہ ہے اس کے بعد کی آیت میں خاوندوں کو خطاب ہے۔ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ۔ یعنی اگر تمہاری بیویوں کی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں تمہارا نصف حصہ ہے۔

صورت مذکورہ میں اختلاف ہے اور ابن عباس رضؓ تو کہتے ہیں پہلے ماں کو تہائی دے کر باقی کا نصف خاوند کا ہے اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ پہلے خاوند کو نصف دے کر بقیہ کی تہائی ماں کی ہے گویا کل چھ حصے ہوں گے دیگر علماء کے مذہب پر تین خاوند کے ایک ماں کا دو باپ کے اور ابن عباسؓ کے مذہب پر دو ماں کے والدین کے چھ حصے سے چار ہیں، اور دیگر علماء کے مذہب پر والدین کے چھ حصے سے تین ہیں۔ اب والدین کو اختیار ہے جو کچھ ان کے حصہ میں آیا ہے وہ خواہ لڑکی کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے فی سبیل اللہ دیں یا اپنے قبضہ میں رکھیں۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ

فوت شدہ بیوی کا مہر کس طرح تقسیم ہوگا

سوال۔ ایک بیوی میرے نکاح میں آئی۔ اور چار پانچ سال زندہ رہی اور حق مہر تیس روپے شرعی مقرر ہوا۔ بیوی مذکورہ اچانک فوت ہوگئی گویا غلطی سے اس کو حق مہر مذکور ادا نہیں کیا گیا۔ اس کے بطن سے ایک لڑکی عمر چار سال ایک لڑکا عمر دو سال نابالغ میرے پاس موجود ہیں آپ بتائیں کہ کس قدر حق مہر ادا کروں اور کیا مسجد میں خرچ کروں یا اور اولاد موجودہ پر خرچ کروں یا کسی اور جگہ اور کس قدر مہر مجھ پر واجب الادا ہے۔

خدا بخش راجہ جانسی تحصیل و ضلع امرتسر

جواب۔ آپ کی بیوی کا مہر اور اس کا دوسرا مال جو اس کے والدین نے اس کو دیا اور یا کسی اور طرح سے اس کی ملک میں آیا جس کو وہ چھوڑ کر فوت ہوئی ہے اس مجموعہ کے چار حصے ہو کر ایک آپ کو ملے گا ایک

اس کی لڑکی کو اور دو لڑکے کو لیکن یہ تقسیم اس صورت میں ہے کہ آپ کی بیوی کے والد یا والدہ نہ ہوں۔ اگر یہ دونوں ہوں یا دونوں سے ایک ہو تو آپ کی بیوی کے مجموعہ مال کے چھتیس حصے ہوں گے۔ جن سے ۹ آپ کے اور چھ والد کے اور چھ والدہ کے باقی پندرہ بچے ان سے پانچ لڑکی کے اور دس لڑکے کے اگر صرف والد ہو والدہ نہ ہو یا والدہ ہو والد نہ ہو۔ تو پھر باقی اکیس بچتے ہیں، جن سے سات لڑکی کے اور چودہ لڑکے کے۔ قرآن حدیث سے اسی طرح ثابت ہے۔ اگر آپ کی بیوی مال چھوڑ کر نہیں مری صرف مہر ہی ہو تو بھی اسی طریق پر تقسیم ہونا چاہیے یعنی والدین نہ ہوں تو مہر کے چار حصے کئے جائیں اگر والدین سے ایک یا دو ہوں تو چھتیس حصے کئے جائیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء

دو لڑکوں سے ایک والد کو اپنی کمائی سے کچھ پیسے دے اور والد اس سے اپنے نام پر جائیداد خریدے تو کیا والد کے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی یا وہ صرف اس لڑکے کا حق ہے جس کے پیسے ہیں

سوال۔ ایک شخص مسمی عبداللطیف جس کا دوسرا بھائی عبدالرحمٰن اس کی سوتیلی والدہ سے ہے ہر دو کے والد مسمی عبداللہ نے ایک مربعہ زمین آبادکاری پر بادائے پیشگی مبلغ الحھائی صد روپیہ مسمی عبداللطیف کے کسب و کمائی سے بشرط ادائیگی اقساط آئندہ خرید کیا ہے اور مربعہ مذکور کو بھی محض عبداللطیف مذکور نے ہی اپنے خرچ اور محنت وغیرہ سے آباد کیا ہے اور مسمی عبدالرحمٰن کا نہ پیشگی اڑھائی سو میں کوئی حصہ شراکت ہے اور نہ ہی زمین کے آباد کرنے میں مسمی عبدالرحمٰن کا دخل ہے۔ اب صرف مربعہ کی نامزدگی والد کے نام پر تحویل ہے۔ مقصود سوال سے یہ ہے کہ والد کے رخصت ہو جانے کے بعد مربعہ مذکور کا ہر دو میں سے کس کو پہنچتا ہے۔ کیا دونوں کو مساوی پہنچتا ہے یا محض عبداللطیف مذکور کو۔

جواب۔ عبداللطیف نے یہ روپیہ والد کو دے دیا اور والد ہی کے نام پر زمین خریدی گئی اس لئے یہ زمین والد ہی کی ہوگی پس وراثت میں عبدالرحمٰن برابر کا حصہ دار ہو گا۔ معاملات میں جس کے نام کی چیز ہوتی ہے اسی کی سمجھی جاتی ہے۔ خاص کر اولاد عموماً والدین کو دیتی رہتی ہے تو ایسے موقع پر محض ایک لڑکے کا حق قائم رہنے کے کچھ معنی نہیں ہاں اگر اس پر والد کی ملکیت نہ ہوتی۔ اور لڑکا دیتے وقت تصریح کر دیتا کہ میں صرف امانت کے طور پر یہ چیز آپ کے حوالہ کرتا ہوں، ملکیت میری ہی رہے گی تو اس صورت میں اس لڑکے

کا حق بدستور قائم رہ سکتا تھا. مگر اس صورت میں والد کے نام کرانے کا کچھ مطلب نہیں بلکہ اپنے نام کرتا. اگر کوئی قانونی رکاوٹ ہوتی، تو پھر والد کے نام کرا سکتا تھا. لیکن پھر بھی امانت کی تصریح کرنا ضروری تھی. مگر جب کوئی بات بھی نہ ہوئی تو والد کی ملکیت سمجھی گئی. اور جب والد کی ملکیت سمجھی گئی تو لامحالہ دوسرے بھائی برابر کے حقدار ہو گئے.

حدیث میں ہے کہ جب آقا غلام کو فروخت کرے اور غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال آقا کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرے اسی طرح کوئی تابیر کیا ہوا باغ فروخت کرے تو اس سال کا پھل مالک کا ہوگا. مگر یہ کہ خریدار شرط کرے. مال آقا کا اور اس سال کا پھل مالک کا کیوں ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے. کہ مال غلام سے اور تابیر سے پیدا شدہ پھل اصل باغ سے الگ شے ہے مال کا غلام سے الگ ہونا تو ظاہر ہے اور پھل اس لئے الگ ہے کہ اس کے لئے الگ محنت کرنی پڑتی ہے اور الگ شے تصریح کے بغیر خرید کے تحت نہیں آ سکتی. ٹھیک اسی طرح اولاد کا کر جو کچھ والدین کو دیتی ہے عام دستور کے مطابق والدین کا اس پر پورا اختیار ہوتا ہے. جو چاہیں کریں اس کو امانت سمجھنا عام دستور سے الگ شے ہے. پس اس کے لئے تصریح ہونی چاہیئے تھی. لیکن بجائے تصریح کے والد کے نام پر زمین خریدی گئی ہے تو یہ پوری طرح سے والد کی ملکیت ہو گئی پس بلاشبہ یا والد کے ترکہ میں سمجھی جائے گی. جس میں سب ورثاء شریک ہوتے ہیں.

عبد اللہ امرتسری ۳ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ عبد اللہ امرتسری مدیر تنظیم اہلحدیث روپڑ

مسئلہ وراثت از قسم مناسخہ

شجرہ نسب نور محمد مورث اعلیٰ برائے تقسیم وراثت جو غلام رسول متوفی کے بعد بروئے شریعت محمدی ورثاء کو پہنچتی ہے علماء دین شرع متین نسبت جائداد متروکہ غلام رسول متوفی بروئے شجرہ نسب ذیل کیا حکم صادر فرماتے ہیں بملاحظہ کیفیت.

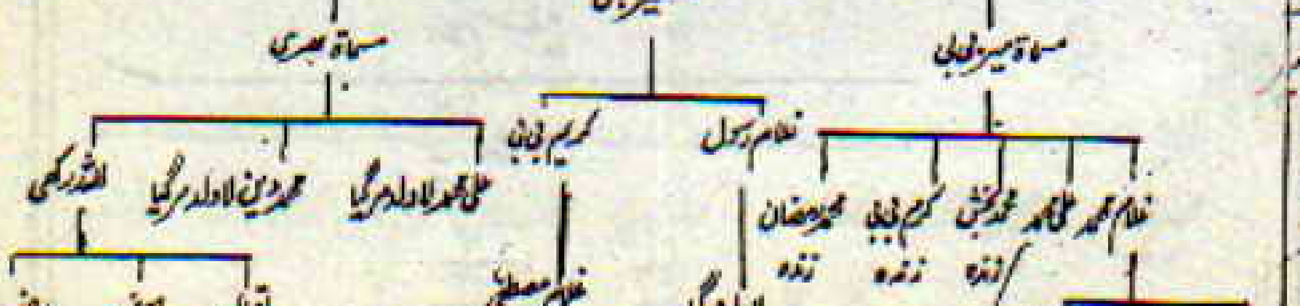

علی محمد

محمد دین	اسماعیل	ابراہیم	الم الدین
فقیر یار زندہ	زندہ	زندہ	زندہ

فقیر یار

شناء اللہ	بشیر	مسماۃ زینب	مسماۃ جنتے
زندہ	زندہ	زندہ	زندہ

کیفیت

(۱) جائیداد پیدا کردہ نور محمد متوفی امیر بخش کو فوت ہوئے عرصہ ۴۴ سال کا ہوا ہے مسماۃ امیر بی بی کو عرصہ ۲۰ سال کا ہوا اور مسماۃ بھری کو عرصہ پندرہ سال کا ہوا کہ فوت ہو گئے ہیں۔

(۲) مسیان علی محمد و عمر بخش و محمد دین پسران مسماۃ بھری اپنی والدہ کی زندگی میں مر گئے۔

(۳) مسماۃ کرم بی بی دختر امیر بخش اپنے باپ دادا کی زندگی میں ہی فوت ہو چکی تھی۔

(۴) علی محمد پسر امیر بی بی اپنی والدہ کی زندگی میں ہی مر گیا تھا۔

بصورت مذکورہ بالا جن جن موجودہ زندہ اصحاب کے نام ورثہ بحکم شرع محمدی پہنچتی ہے۔ مقرر فرمائی جائے بغرض حصص دختروں کے گرد حلقہ ثلث یا مربع کر دیا ہے۔

احمد دین کاتب

صورت مندرجہ سوال بالا کا جواب حسب ذیل ہے۔

مسئلہ ۴ نور محمد متوفی

ابن	بنت	بنت
امیر بخش	امیر بی بی	بھری
۲	۱	۱

مسئلہ (۲) امیر بخش

ابن	
غلام مصطفیٰ	کرم بی بی دخت غلام رسول
۲	

مسئلہ غلام مصطفیٰ

ابن
ثناء اللہ

۲
۱۴
۴۲
۱۶۸
۵۰۴

مسئلہ ۷ — احمد علی

غلام محمد ۲ ابن	ابن محمد بخش	ابن محمد رمضان	بنت کرم بی بی
	۲/۷	۲/۷	۱/۳
	۲۴/۴۲	۲۴/۴۲	۱۲/۳۶

۳ تصحیح ۲ — غلام محمد

ابن اللہ دتہ	ابن کرم بخش	ابن عبدالرحمن
۲/۸	۲/۸	۲/۸
۲۴	۲۴	

مسئلہ ۲، تصحیح ۲۴ — عبدالرحمن

ابن ثناء اللہ	ابن بشیر	بنت زینب	بنت جنتے
۸	۸	۴	۴

مسئلہ ۳ (۷ تصحیح ۲۱) جبری ۱×۷ = ۷

پوتا محمد دین	پوتی اللہ رکھی
۱۴/۵۶	۷/۲۸/۵۶

مسئلہ ۵۶ — محمد دین

اخت اللہ رکھی

۵۶

مسئلہ ۸۴ — اللہ رکھی — ۵۶ + ۲۸ = ۸۴

ابن اقبال	بنت صفیہ	بنت رضیہ
۴۲/۱۲۶	۲۱/۶۳	۲۱/۶۳

الاحیاء

غلام محمد	محمد بخش	محمد رمضان	کرم بی بی	اللہ دتہ	کرم بخش	ثناء اللہ	بشیر
۵۰۴	۴۲	۴۲	۳۶	۲۴	۲۴	۸	۸
زینت	جنتے	اقبال	صفیہ	رضیہ			
۴	۴	۱۲۶	۶۳	۶۳			

نوٹ۔ (۱) سوال میں یہ ذکر نہیں کہ محمد دین اور اللہ رکھی ان دونوں سے پہلے کون فوت ہوا لیکن آخر ان کی جائیداد اقبال، صغیرہ، رضیہ، کو پہنچتی تھی اس لئے ایک صورت لکھ دی ہے۔

نوٹ۔ (۲) اگر مورث اعلیٰ نور محمد کی وفات کے وقت اس کی بیوی زندہ ہو تو آٹھواں حصہ کل جائیداد سے اس کا ہوگا اور اس کی وفات کے وقت جو وارث زندہ ہوں گے وہ حقدار ہوں گے۔ اور ان کے بعد ان کے وارث۔

عبداللہ امرتسری ۱۹ رجب ۱۳۵۶ھ

میت کے دو بھائی ایک ماں، دو بیویاں ایک بیوی سے دو لڑکیاں اور دوسری سے چار لڑکیاں ترکہ کیسے تقسیم ہو۔

سوال: ایک شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کے دو بھائی اور ایک ماں اور دو بیویاں ہیں۔ ایک بیوی سے دو لڑکیاں اور دوسری سے چار لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں ان میں ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟

جواب۔ خرچ کفن دفن اور ادائیگی قرض اور وصیت (اگر ہو) کے بعد تمام جائیداد زمین مکان نقدی و دیگر سامان کے ۱۴۴ حصے ہوں گے جن سے ۹۶ چھ لڑکیوں کے اور ۱۸ دو بیویوں کے اور تیس دو بھائیوں کے بایں صورت۔

علہ مسئلہ ۲۴ تصحیح ۱۴۴

دختران: ہر ایک کو سولہ سولہ

ازواج: ہر ایک کو نو نو

اخوان: ہر ایک کو پندرہ پندرہ

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

علہ سوال میں والدہ کا بھی ذکر ہے جواب میں والدہ کا حصہ بیان نہیں کیا گیا ترکہ کے چوبیس حصے تصحیح ایک سو چوالیس سے ہوگی والدہ کو چوبیس ہر ایک بیوی کو نو ہر ایک لڑکی کو سولہ ہر بھائی کو تین حصے ملیں گے۔ مرتب

ایک بیوی دو لڑکے پانچ لڑکیاں

سوال :- متوفی کے وارث ایک بیوی ۔ دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں ۔ ان میں ترکہ کیسے تقسیم ہوگا ۔

نوٹ :- وراثت تقسیم کرنے کا رواج نہیں بوجہ رواج اگر کوئی مسلمان بحالتِ مجبوری تقسیم جائیداد نہ کرے ، تو مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں ؟ برکت علی مقام چاہڑکے ضلع جالندھر

جواب :- جو شخص شرع کے مطابق تقسیم نہ کرے اس کے لئے سخت وعید آیا ہے قرآن مجید میں تقسیم وراثت کا مسئلہ ذکر کے آخر میں فرمایا ۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ، جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے ۔ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے وہ اس کو آگ میں داخل کرے گا ۔ خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۔ وہ ہمیشہ کے لئے عذاب میں داخل ہوگا ۔ اور اس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے ۔

جن ورثاء کا سوال میں ذکر ہے ان پر تمام جائیداد یوں تقسیم ہوگی ، کہ بیوی کا آٹھواں حصہ اور باقی للذکر مثل حظ الانثیین یعنی آٹھ حصے کر کے ان سے ایک حصہ بیوی کا ہے اور بقایا سات سے ۴/۷ دو لڑکوں کا اور ۳/۷ لڑکیوں کا ۔

آسان صورت اس کی یہ ہے کہ میت کا قرض بعد اس کی وصیت اور کفن دفن کا خرچ الگ کر کے باقی تمام جائیداد روپیہ پیسہ تک جو کچھ چھوٹی موٹی شے ہو اس کے بہتر حصے کر دیئے جائیں خواہ قیمت کے حساب سے یا ویسے ان سے نو بیوی کے چودہ چودہ دونوں لڑکوں کے اور پینتیس پانچ لڑکیوں کے جس کا نقشہ یہ ہے ۔

ورثاء ۔ حصص ۷۲

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۹	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۵ھ

جہیز میں عورت کا کیا حق ہے نکاح ثانی سے اس کا حق رہتا ہے یا نہیں ؟

سوال :- عورت بیوہ بے اولاد نہیں ہے اور اس کے خاوند کی چار ہمشیرگان اور والدہ ہے ہمشیرگان اپنے اپنے گھر آباد ہیں ۔ جو زیورات اس عورت کے ہیں اور جو کچھ زیورات اور پارچات والدین نے دیئے تھے

ہوں تو ان دونوں زیورات و پارچات میں اس عورت کا کیا ہے۔ اور دوسری صورت میں اگر وہ عورت نکاح ثانی کرے تو زیورات و پارچات مذکور میں حق قسم قول ہے یا نہیں؟ اللہ بخش مورخہ ۸ ربیع الاخر ۱۳۵۶ھ

جواب ۔ عورت کے زیورات و پارچات جو والدین کی طرف سے عورت کو ملے ہیں۔ وہ عورت کا مال ہے اور جو زیورات خاوند کی طرف سے ملے ہیں۔ وہ مہر کا حصہ یعنی عورت کا مال ہے ورنہ خاوند کا ہے ہبہ کے لئے شرط یہ ہے کہ جس بیماری میں وہ فوت ہوا ہے اس سے پہلے ہبہ کیا ہو اگر اس بیماری میں یہ ہبہ کیا ہو تو یہ ہبہ معتبر نہیں۔ عورت کا مال خاوند کے مال سے علیحدہ کر کے باقی مال خاوند کا ہے خواہ زمین مکان ہو یا گھر کا سامان ہو یا نقدی وغیرہ ہو اس تمام کے تیرہ حصے کئے جائیں۔ تین اس عورت کے دو اسکی والدہ کے آٹھ اس کی چار بہنوں کے بھذا الصورت

۱۳ عول ۱۳

زوجہ	ام	اخت	اخت	اخت	اخت
۳	۲	۲	۲	۲	۲

عورت کا حصہ وراثت ہر صورت میں اس کو ملتا ہے خواہ نکاح کرے یا نہ کرے شرع کی رو سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عبداللہ امرتسری از روپڑ مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

مسئلہ وراثت از قسم مناسخہ

سوال ۔ زید مر گیا۔ مندرجہ ذیل وارثان چھوڑ گیا۔ ایک بیوی۔ ایک لڑکا۔ دو لڑکیاں۔ چونکہ بچے نابالغ تھے۔ ان کی پرورش ہونا مشکل تھی اس لئے زید کی بیوی نے نکاح ثانی کر لیا۔ جو کچھ زید از قسم زیورات پارچات اور ظروف علاوہ مکان کے چھوڑ گیا تھا۔ اس میں سے کچھ تو زید کی بیوی نے اپنے بچوں کی پرورش پر خرچ کیا۔ اور باقی لڑکے نے اپنے خرچ میں استعمال کیا۔ اور مکان گر گیا۔ لڑکے نے اس کو مبلغ یکصد پچاس روپیہ میں گروی رکھ دیا۔ اس رقم سے مکان تعمیر کیا اور اپنے خرچ میں لایا۔ دیگر حصہ داروں کو کچھ نہیں دیا۔ مکان گرو رکھنے سے پہلے زید کی بیوی انتقال کر گئی تھی۔ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوئے تھے۔ چھوڑ گئی تھی۔ جو اب تک زندہ ہیں۔ زید کی لڑکی بھی انتقال کر گئی جس کے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہیں۔ اب تک باقاعدہ طور پر شرعی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ لڑکے نے بکر کے پاس مکان مذکور مبلغ چار سو روپیہ میں فروخت کر دیا جس میں سے مبلغ دو سو روپیہ بوقت رجسٹری روبروئے عدالت بکر سے لے کر مبلغ یکصد پچاس روپیہ ادا کر کے مکان واگذار کرایا اور باقی پچاس روپے اپنے خرچ میں لایا اور مکان کا قبضہ بکر کو دیدیا۔ اور باقی دو صد کی تحریر بکر سے لے

لی جس میں بکر نے یہ تحریر کیا کہ چھ ماہ کے بعد میں ادا کر دوں گا چنانچہ چھ ماہ کے بعد لڑکے نے حسب وعدہ اپنی رقم طلب کی جس پر بکر نے کہا کہ چونکہ رجسٹری میں تم نے لکھا ہے کہ ہمشیرگان کا اگر کوئی حق شرعی ہوگا۔ تو اس کی ادائیگی کا میں ذمہ دار ہوں گا اس لئے اب یہ رقم میں تمہیں نہیں دے سکتا تاوقتیکہ تم ان کی رضامندی حاصل نہ کر لو۔ اسی اثنا میں دیگر حصہ داران نے دعویٰ دیوانی دائر کر دیا۔ جس کا فیصلہ بموجب شرع دو سال چار ماہ کے بعد یہ ہوا کہ نصف مکان مع خرچ دیگر حصہ داروں کو دیا جائے۔ اب صرف سوال یہ ہے کہ چونکہ بکر نے صرف نصف قیمت مکان ادا کی تھی۔ اور کرایہ مکان کا کل تا تصفیہ مقدمہ اور تا حال بکر ہی لیتا رہا ہے۔ اسلئے رہا ہے۔ آیا شرعی طور پر کرایہ میں سے نصف حصہ کے دیگر حصہ داروں جن کے حق میں عدالت سے نصف مکان ملنے کا فیصلہ ہوا ہے۔ حقدار ہیں یا کہ بکر ہی مکان کی نصف قیمت ادا کرنے پر مکان کا پورا کرایہ حاصل کرنے کا حقدار ہے؟

عبدالغفور چکن دوز مرکب توپخانہ۔ پٹیالہ

جواب۔ سوال میں جس فیصلہ کو شرعی کہا گیا ہے، وہ درحقیقت شرعی نہیں ہے بلکہ شرعی صورت اور ہے وہ یہ کہ اگر ورثاء وہی ہیں۔ جو سوال میں مذکور ہیں اور زید کی لڑکی نے اپنی والدہ کے بعد وفات پائی ہے تو زید کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے چھ سو ۵۸۸ حصے ہوں گے۔ جن کی تقسیم یوں ہے:۔

زید کے لڑکے کے ۲۱۰، زید کی لڑکی کے جو زندہ ہے ۱۵۹ اور جو لڑکی وفات پا چکی ہے اس کے ۱۰۹ اور لڑکی کے ۵۳ اور زید کی بیوی کا لڑکا جو دوسرے خاوند سے ہے اس کے ۴۴ اور جو لڑکی دوسرے خاوند سے ہے اس کو بارہ ملیں گے۔ بجذہ الصورۃ

زید مسئلہ ۸ تصحیح ۲۴/۲۹۴/۵۸۸

زوجہ	ابن	بنت	بنت
ہندہ	عمر	زینب	خالدہ
۳	۱۴	۷	۷
	۹۸	۴۹	۴۹
	۲۹۴		۱۴۷

ہندہ مسئلہ ۴۹/۲ تباین مافی الید ۳

ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
عمر	خالد	زینب	خالدہ	سلمیٰ
۲	۲	۱	۱	۱
۸	۸	۴	۴	۴
۲۴	۲۴		۱۲	۱۲

زینب مسئلہ ۱۵۹/۳ تباین مافی الید ۵۳

ابن	بنت
حامد	عائشہ
۱۰۶	۵۳

الاحیاء

عمر	خالد	حامد	خالدہ	سارہ	عائشہ
۳۱۸	۲۴	۱۰۶	۱۵۹	۲	۵۳

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زید کا لڑکا نصف کا مالک نہیں بلکہ نصف سے کم ہے کیونکہ ۷۶۲ حصوں سے زید کے لڑکے کے تین سو اٹھارہ ہیں۔ دیگر ورثاء کے ۴۴۴ زید کے لڑکے نے دیگر ورثاء کی اجازت کے بغیر مکان فروخت کیا ہے تو دیگر ورثاء کا حصہ فروخت نہیں ہوا بلکہ زید کے لڑکے کے حصے میں بکر پر یہ شفعہ کر سکتے ہیں اگر شفعہ نہ چاہیں تو ان کی مرضی ان کا حق ضرور ہے نیز اپنے حصے کا کرایہ بکر سے وصول کر سکتے ہیں۔ بکر کو چاہیئے کہ مکان سے ان کا حصہ بھی ان کے حوالہ کرے۔ اور کرایہ بھی اور زید کے لڑکے نے مکان گرو رکھ کر جس قدر مرمت مکان پر خرچ کیا ہے وہ مشترک کھاتے سے ادا کیا جائے اور جو اس لڑکے نے زیورات وغیرہ سے زائد خرچ کیا ہے جس سے دیگر ورثاء کو حصہ نہیں ملا وہ یہ لڑکا مجرا دے ——— بہرصورت زید کی تمام جائیداد منقولہ غیر منقولہ کا حساب باقاعدہ مندرجہ حصوں کے مطابق ہونا چاہیئے اور کرایہ وغیرہ کی آمد کا حساب بھی اسی نسبت سے کیا جائے۔ فقط

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم مورخہ یکم رمضان ۱۳۵۶ھ

بیوی سے مہر اور ہمشیرہ سے اس کا حصہ بخشوانا

سوال : اگر کوئی شخص منت کر کے ہمشیرہ سے ترکہ والدین کا بخشوالے یا عورت سے سوال کر کے مہر بخشوالے تو عند اللہ چھٹکارا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : منت کر کے یا سوال کر کے معاف کرانے میں شبہ ہے کیونکہ ہمشیرہ کو یا بیوی کو یہ خیال ہو گا کہ بھائی یا خاوند ناراض ہو جائے گا۔ خصوصاً ہمشیرہ کو تو یہ بھی خیال ہو گا کہ میں نے معاف نہ کیا تو پھر میکے کون سا مل جائے گا۔ اس لئے تم اپنی طرف سے دینے پر پوری آمادگی ظاہر کرنی چاہیئے۔ اگر خوشی سے بغیر کہے کہلائے معاف کر دیں تو بلا کھٹکا درست ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ

(۱) وارث ۔ لڑکا ۔ بیوی ۔ بھتیجے

(۲) وارث ۔ بیوی ۔ سوتیلی والدہ ۔ چچازاد بھائی

سوال ۔ مندرجہ مسئلہ کی اشد ضرورت ہے اس لئے عرض ہے کہ اس کا جواب جلد فرمادیں۔

(۱)

لڑکا	بیوی	بھتیجے
		۴

(۲)

بیوی	سوتیلی والدہ	چچازاد بھائی

(محمد اکرم پٹیالہ)

جواب ۔ سوال نمبر ۱ میں ترکہ کے آٹھ حصے اور نمبر ۲ میں سولہ حصے ہوکر مندرجہ ذیل طریق پر تقسیم ہوں گے۔

مسئلہ ۸

(۱)

ابن	زوجہ	ابن الاخ	ابن الاخ	ابن الاخ	ابن الاخ
۷	۱	محروم	محروم	محروم	محروم

مسئلہ ۴ تصحیح ۱۲

(۲)

زوجہ	زوجۃ الاب	ابن العم	ابن العم	ابن العم	ابن العم
۴	محروم	۳	۳	۳	۳

۲۲؍ اپریل سنہ ۱۹۳۸ء — عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ

ذوی الفروض اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہیں۔ بچا ہوا ترکہ زوجین پر رد نہیں ہوتا۔

سوال ۔ صاحب جائیداد بابا محمد علی فوت ہوگیا ہے اس کی جائیداد کے وارث ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے لڑکے کا نام فقیر علی ہے اور لڑکی کا نام امیر بی بی ہے لڑکے نے جائیداد میں سے اپنی بہن امیر بی بی کو حصہ نہیں دیا۔

فقیر علی جب فوت ہوا۔ اور تمام جائیداد اس کی لڑکی تھو کے قبضے میں آگئی۔ تھو کے فوت ہونے کے بعد جائیداد پر اس کا خاوند برکت علی قابض ہوگیا۔ برکت علی کے فوت ہونے کے بعد اس کی دوسری بیوی قبضہ جما بیٹھی اب تک بدستور جائیداد اس کے قبضہ میں ہے۔

(۲) محمد علی مرحوم کی دوسری شاخ جو اس کی بیٹی امیر بی بی سے چلتی ہے اس شاخ میں سے امیر بی بی کی لڑکی حاکم بی بی تھی۔ جو کہ امیر بی بی کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھی۔ اور حاکم بی بی کی لڑکی زینب بی بی زندہ ہے امیر بی بی فقیر علی کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ از روئے شرح شریف زینب بی بی اس کی جائیداد میں سے وراثت لے سکتی ہے یا نہیں اگر لے سکتی ہے تو اسے کس قدر حصہ ملنا چاہیئے۔

جواب ۔ حاکم بی بی چونکہ امیر بی بی کی حیات میں فوت ہوگئی ہے اس لئے امیر بی بی کو جو جائیداد کی تہائی اپنے بھائی فقیر علی کے ساتھ شرعاً ملی تھی۔ وہ سب فقیر علی کی طرف لوٹ آئی کیونکہ زینب بی بی امیر بی بی کی نواسی ہے جو ذوی الارحام سے ہے اور فقیر علی امیر بی بی کا بھائی امیر بی بی کا عصبہ ہے اور عصبہ کے ہوتے ہوئے زینب بی بی کو حق نہیں پہنچتا۔ فقیر علی کے بعد اس کی لڑکی تھو تمام جائیداد پر قابض ہوگئی۔ کیونکہ اصحاب الفروض کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہیں ہوتے۔ ہاں خاوند بیوی اس سے مستثنیٰ ہیں ان کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث ہو سکتے ہیں۔ ——— اس کے بعد تھو کا خاوند برکت علی نصف جائیداد کا شرعاً مالک ہے۔ باقی نصف کی زینب حق دار ہے کیونکہ خاوند پر باقی جائیداد شرعاً نہیں لوٹائی جاتی۔ برکت علی کا کوئی اور قریبی رشتہ دار بہن یا بھائی وغیرہ ہو تو اس کو دے دیئے جائیں۔ ورنہ کسی نیک مد میں خرچ کر دیئے جائیں تاکہ میت کی روح کو ثواب پہنچتا رہے۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم روپڑ ضلع انبالہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء

ورثہ نہ دینے یا کوتاہی کرنے والا امامت کا اہل نہیں ہے

سوال ۔ زید نے پھوپھی اور بہن کو ورثہ دیا۔ مگر بھتیجوں کی بابت اس کا تنازع چلتا رہا ہے۔ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ کیونکہ ترکہ کچھ تو دے دیا اور کچھ نہیں دیا اور عمرو نے بالکل ہی نہیں دیا۔ بلکہ لڑکوں کا ورثہ بھی غصب کرکے کھا لیا ہے ان دونوں میں سے نماز کس کے پیچھے جائز ہے؟

عبدالعزیز گھل کلاں تحصیل موگا ضلع فیروزپور

جواب ۔ زید اور عمرو دونوں ہی امامت کے لائق نہیں، کیونکہ دونوں گنہگار ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قبلہ کی طرف تھوکنے کی وجہ سے امامت سے معزول کر دیا تھا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

علم فرائض کے متعلق بخاری کی احادیث میں تطبیق اور کلالہ کی تعریف

سوال ۔ ایک حدیث ترمذی میں بروایت جابر بن عبداللہ کتاب الفرائض میں آئی ہے کہ حضرت جابر بیمار ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت جابرؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کہ میں اپنا مال کس طرح تقسیم کروں اپنی اولاد میں۔ پس آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور آیت یوصیکم اللہ ...... الآیۃ انتہی اور دوسری روایت ترمذی میں جابر بن عبداللہؓ سے اس طرح مروی ہے کہ میں بیمار ہوا۔ اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اپنا مال کس طرح سے تقسیم کروں میری تو بہنیں ہیں۔ پس آیت میراث یستفتونک قل اللہ یفتیکم ..... الآیۃ انتہی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں حدیثیں نزول آیت میں متعارض ہیں اور واقعہ ایک ہے۔ دوسرے ایک میں اولاد کی تقسیم کا ذکر ہے اور ایک میں صرف بہنوں کا۔ اگر دو واقعے بنائے جائیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ نزول آیت یستفتونک ...... کا مسئلہ میراث میں آخری ہے۔ تو اولاد کا وجود واقعتین میں آخر ہو سکتا ہے تو آیتین کا تعارض رفع نہیں ہو سکتا۔ اور رفع تعارض درمیان اولاد اور اخوات کے بیان فرمائیں۔ مسلم بخاری اور ابو داؤد میں صرف اخوات کا ذکر ہے اولاد کا ذکر نہیں ہے نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ جابرؓ خود کلالہ تھے یا ان کا ورثا کلالہ تھے۔ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جابرؓ کے ورثا کلالہ تھے۔ کیونکہ مسلم میں ہے۔ مَیں نِّی کلالۃ ۔ اور کیا کلالہ وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جس کی اولاد اناث بھی ہو، یا کلالہ صرف وہی شخص ہے جس کے لڑکا یا والد نہ ہو۔

جواب ۔ جب آیت یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ ...... اتری اس وقت جابرؓ کی اولاد تھی۔ پھر فوت ہو گئی۔ دوسری آیت کے اترنے کے وقت صرف بہنیں تھیں، واقعہ دو ہیں کیونکہ یستفتونک ..... آیت آخر میں اتری ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جابرؓ کے بارے میں صرف آیت یستفتونک ..... اتری ہو اور چونکہ بعض روایتوں میں نَزَلَتْ آیَۃُ الْمِیْرَاثِ کا لفظ آیا ہے اور آیت المیراث مشہور یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ ہے اس کے بعض ساتھیوں کو دھوکا لگا۔ تو انہوں نے نزلت یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ ..... کر دیا۔ اور یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ ..... میں

اولاد کی تقسیم کا ذکر ہے اس بنا پر کیف اقسم بین ولدی ..... کا ذکر آگیا۔ بہر صورت یہ راوی کی غلطی ہے جس کی وجہ معقول ہے۔ ابن کثیرؒ کا رجحان اپنی تفسیر میں اس طرف ہے۔

نمبر ۲۔ کلالہ کی صحیح تفسیر اس آیت میں یہ ہے کہ جس کی اولاد نہ ہو۔ اور باپ نہ ہو۔ تفسیر ابن کثیر میں ابوبکرؓ اور عمرؓ وغیرہم بڑے بڑے صحابہؓ سے یہی معنی نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور مسلم کی روایت کلالہ مفعول کی ضمیر سے حال ہے اور فاعل غیب کی ضمیر ہے۔ مرجع بوجہ معلوم ہونے کے ذکر نہیں کیا۔ اور اگر بالفرض فاعل ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا۔ کہ آیت میں کلالہ سے مراد وارث ہے کیونکہ آیت میں وَلَہٗ اَخٌ اور اُخْتٌ اس بارے میں کا نقص ہے کہ میت مراد ہے تو فاعل بنانے کی صورت میں اس حدیث سے اتنا نکلتا ہے کہ وارث پر بھی کلالہ کا اطلاق آتا ہے۔ سو اس میں کوئی حرج نہیں لغت میں اس پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑ

وارث خاوند، ماں، دو بھائی، ایک بہن

سوال ۔ ایک عورت فوت ہوگئی اس کے وارث حسب ذیل ہیں۔ خاوند، ماں، دو بھائی ایک بہن ترکہ ان میں کس طرح تقسیم ہوگا۔

جواب ۔ میت کا ترکہ یعنی جو چیز وفات کے وقت لڑکی کی ملک ہے۔ اس میں تیس حصے ہو جائیں گے۔ پندرہ حصے خاوند کے پانچ ماں کے چار چار بھائیوں کے اور دو اس کی بہن کے۔

نوٹ ۔ لڑکی کا ترکہ مہر ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ لڑکی کے والدین نے اس کو دیا ہو یا خاوند کی طرف سے دی گئی ہو۔ جو خاوند نے اس کی ملک کر دیا ہو تو وہ بھی اس میں شامل ہے اگر ملک نہیں کیا بلکہ صرف عاریت ہے تو وہ ترکہ میں شامل نہیں ہوگا۔ بلکہ خاوند کا ہے۔ اس کے متعلق تحقیق کر لی جائے۔ کہ وفات کے وقت کیا کیا چیز اس کی ملک تھی خواہ چھوٹی ہو۔ خواہ بڑی چارپائی۔ صندوق و کپڑے وغیرہ سب ترکہ میں شامل ہوں گے۔

عبداللہ امرتسری جامع اہلحدیث چوک دالگراں